باب 11

5- اسلامیات کے جدید تدریسی طریقے

تدریس اسلامیات میں روایتی طریقوں پر ہی اکتفا نہیں کیا جا سکتا بلکہ جدید ترین طریقے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان طریقوں میں موزوں انداز سے اصلاح و ترمیم کی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں تدریس اسلامیات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جو طریقے استعمال ہوتے ہیں ان میں مسئلی طریقہ، منصوبی طریقہ، مظاہراتی طریقہ، انکشافی طریقہ اور وحدتی طریقہ قابل ذکر ہیں اور ان کی بدولت تدریس اسلامیات کے موجودہ تقاضوں کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

5.1- مسئلی طریقہ (Problem Solving Method)

انسانی زندگی مسائل اور الجھنوں سے عبارت ہے کوئی شخص پوری زندگی سکھ میں اور مسائل کے بغیر گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ درحقیقت زندگی مسائل کا نام ہے۔ بچے کے مسائل اس کی عمر اور استعداد کے مطابق ہوتے ہیں۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ مسائل میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ زندگی کے مسائل سے نپٹنے کے لیے

انسان کی تربیت بہت ضروری ہے۔ مسئلی طریقہ میں بچے کو مسائل کے بارے میں غور و فکر کر کے انھیں حل کرنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ عین اسلامی طریقہ ہے۔ قرآن مجید نے بھی اکثر مسئلی طریقہ اختیار کیا ہے اور سوالوں کے انداز میں لوگوں کو سوچ کی دعوت دی ہے۔ اسی طرح احادیث میں آپؐ نے کافی مواقع پر سوال و جواب کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ حدیث جرائیل مشہور حدیث ہے اس میں مسئلی طریقہ سے مسلمانوں کو دین کی باتیں بتائی گئی ہیں۔ اسی طرح اسلامی مدارس میں طلبہ کو فقہ اور روز مرہ زندگی کے مسائل کا حل اسلامی نقطہ نظر سے تلاش کرنے کی تربیت دی جاتی تھی چنانچہ زندگی کے مسائل کو اسلامیات کے نصاب سے مربوط کر کے ہم آج بھی اس سے استفادہ کر کرنے کی تربیت دی جاتی تھی چنانچہ زندگی کے مسائل کو اسلامیات کے نصاب سے مربوط کر کے ہم آج بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ جدید مدرسوں میں اسلامی روایات سے قطع تعلقی برتنے پر یہ ختم ہو گیا تھا لیکن جدید ماہرین نے اس بات کو بہت اہمیت دے کر بتایا کہ یہ مسئلی طریقہ طلبہ کی ذہنی قوتوں کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

ہر قسم کے تعلم کے لیے غور و فکر بنیادی شے ہے۔ جدید تعلیمی فکر نے تعلم کو سوچی سمجھی سرگرمی کا نام دیا ہے اور ہر مدرسہ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ قوت استدلال کو ترقی ملے۔ مسئلی طریقہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "جماعت کا کام اس طرح مرتب کیا جائے کہ طلبہ کی نگاہ میں یہ کام حقیقی مسائل کا انداز (شکل) اختیار کر لے اور وہ ان مسائل کو اپنی ذاتی کاوشوں سے حل کرنے پر تل جائیں۔ اسی طرح ڈکشنری تعلیم کے مطابق "ہر ایسا طریقہ تدریس جس میں ایک بڑے مسئلے کو چھوٹے چھوٹے مربوط مسائل کی شکل میں حل کیا جاتا ہے"۔ طلبہ تعلیمی عمل میں مسائل کا حل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں اور وہ سرگرمی سے تعلم میں حصہ لیتے ہیں۔

اسلامیات میں اس طریقہ کی مدد سے کئی موضوعات پر مسائل کو طلبہ کی شراکت سے حل کر سکتے ہیں۔ بچوں میں اس طریقہ کی مدد سے غور و فکر کی عادت پیدا کر سکتے ہیں۔ بچے اس میں سرگرمی سے شرکت کرتے اور تعلم کے لیے مکمل طور پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ مسائل کو اپنے طور پر سمجھ

بوجھ سے حل کرنے کی مشق کرتے ہیں۔ مسائل انفرادی بھی ہو سکتے ہیں اور اجتماعی بھی اور ان کا حل بھی انفرادی یا اجتماعی ہی ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے بچوں میں خود اعتمادی، مسائل کا حل کرنا، قوت استدلال میں ترقی، ذہنی قوتوں کی نشوونما اور مشاہدات کو منظم کرنے کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

غزوہ خندق میں نبی کریمؐ نے صحابہ کرامؓ کو بلا کر مسئلہ پیش کیا کہ ہمیں قریش مکہ کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے۔ اجتماعی سوچ کے بعد آخر خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ طریقہ غزوہ بدر اور احد میں بھی ہوا۔

مسئلی طریقہ کے لیے ضروری ہے کہ ایک ایسی شکل کا احساس پیدا کیا جائے جو عمل پر ابھارے۔ کوئی بھی مسئلہ دو عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ (1) مشکل یا الجھن کا احساس۔ (2) کچھ کرنے کی ضرورت کا احساس۔ ان دونوں احساسات کی موجودگی میں مسئلہ (حقیقی طور پر) ہو گا چنانچہ اسلامیات کی تدریس میں اس کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ میں دو احساس پیدا کیے جائیں۔ (1) کسی مشکل یا الجھن کا احساس اور (2) اسلام میں اس کے بارے میں احکامات کے ذریعہ قابو پانے کا احساس۔ جہاں یہ دو احساسات پیدا ہوتے ہیں وہاں طلبہ میں اسلام کے ترقیاتی پہلوؤں پر غور و فکر کے کرنے کا جذبہ، عادت اور طریقہ جنم لے گا۔

طریق کار

اس طریقے میں نصاب کو حل طلب مسائل کی شکل دینے کی دو بڑی وجوہات ہوتی ہیں۔ (1) طلبہ کی قوت فکر کو ترقی دینا۔ (2) انھیں ایسی معلومات اور مہارتیں عطا کرنا جو زندگی میں کارآمد ہوں۔ چنانچہ استاد جب مسائل چنے تو وہ مطلوبہ نتائج پیدا کرنے والے ہوں۔ اس لیے مسئلہ چنتے وقت معلم درج ذیل خصوصیات کو مدنظر رکھے۔

1- مسئلہ بالکل صاف اور واضح ہو اور اس کی زبان آسان فہم اور سلیس ہو۔
2- مسئلہ تعلیمی نقطہ نظر سے قطعی نوعیت کا ہو یعنی جو مشکل ظاہر کی جا رہی ہے اس کی حدیں متعین کر دی جائیں، دوسرے لفظوں میں مسئلے کی تعریف کرنا ممکن ہو۔

3- مسئلہ طلبہ کی عملی استعداد کے مطابق ہو۔
4- مسئلہ موزوں قسم کا ہو تاکہ بچے اس میں دلچسپی محسوس کریں۔
5- مسئلہ عملی زندگی میں دور رس فائدے کا حامل ہو۔
6- مسئلہ فکر انگیز اور دلچسپی و متوجہ کرنے کا حامل ہو تاکہ سننے والے کو سوچنے اور عمل کرنے پر ابھارا جا سکے۔
7- مسئلہ بچوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ہو تاکہ اس کا حل بچوں کے علم و تجربہ کی حدود کے اندر ہو۔
8- مسئلہ بچوں میں تخلیقی فکر، قوت استدلال اور عملی آمادگی پیدا کرنے والا ہو۔

مسئلہ متعین کرنے کے بعد اس کے حل کا مرحلہ آتا ہے۔ اس کے لیے کئی طریقے اپنائے جاتے ہیں جن کا بنیادی نکتہ سب سے پہلے کسی مسئلے کا صحیح فہم حاصل کرنا ہے۔ اس کے بعد مسئلے کے لیے تجرباتی حل تلاش کرنا ہے جو کہ پہلے سے معلوم شدہ معلومات کی روشنی میں بڑھتے ہوئے حقائق اور تجرباتی معلومات کی روشنی میں متعین کیا جاتا ہے پھر اچھے اور قابل عمل حل کی نوعیت کو تسلیم کرنا ہے اور آخر میں تجرباتی حل جو قبول کیا گیا اس کی عملی پرکھ ہے۔

استاد کا کردار

تدریس میں مسئلی طریقہ دراصل ایک منظم، متعین اور واضح طریقہ کار تو ہوتا ہے لیکن استاد کی مناسب رہنمائی کی بدولت ہی یہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ استاد کا تدبر اور تفکر ہی انسانی ذہن کی بلند ترین سرگرمی اور طلبہ کی اس بلند ذہنی سرگرمی (عمل) کی راہ پر ہی استاد ڈال سکتا ہے جو خود تدبر اور تفکر کی جیتی جاگتی تصویر ہو نیز وہ اسلامی فکر و فلسفہ سے بخوبی آگاہ ہو، اسلامی تصورات سیاست و معیشت سے بخوبی واقف ہو چنانچہ استاد درج ذیل اقدامات سے مسئلی طریقہ کو بہتر بنا سکتا ہے۔

1- مسائل کی طرف توجہ دلانا

استاد کا کام بچوں کی رہنمائی ہے چنانچہ وہ اسلامی معاملات و مسائل سے آگاہ ہو

اور روز مرہ معاملات کو اسلامی احکام سے مربوط کر کے حل کرنے کا فن جانتا ہو چنانچہ استاد طلبہ کی سابقہ معلومات کو مدنظر رکھتے ہوئے بحث و تمحیص کے ذریعے مسائل کی طرف ان کو متوجہ کرے۔

2- مسئلے کی توجیہہ کرنا

جب بھی مسئلہ حل کرنا مقصود ہو تو استاد پہلے مسئلہ کی توجیہ کرے۔ اس کے لیے اپنے اسلامی مطالعے اور حوالوں سے گفتگو کر کے ان کو مسائل سے پوری طرح آگاہ کرے۔

3- ضروری مواد کی فراہمی

تمام متعلقہ ضروری مواد کی فراہمی میں استاد مدد کرے۔ شروع میں طلبہ ذرا ضرورت محسوس کریں گے لیکن کچھ کام کرنے کے بعد تحقیقی تربیت پانے کے بعد طلبہ خود ضروری مواد اکٹھا کرنے اور ترتیب دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

4- نتائج اخذ کرنا

استاد مناسب تحقیقی رہنمائی و تربیت کے لیے طلبہ کو اس قابل بناتا ہے کہ طلبہ خود اپنی حاصل کردہ معلومات سے مسئلے کے نتائج اخذ کر سکیں۔ مثال کے طور پر ایک مسئلے کے بارے میں جو مختلف بکھرا مواد جمع کیا ہے اس میں آرا کا زیادہ تر جھکاؤ کس طرف ہے اور کون سی رائے زیادہ موزوں ہے اور حل اخذ کر لیں۔

5- حل کی پرکھ

نتائج اخذ کرنے کے بعد طلبہ اپنے حل کو تلاش کر لیں تو آخری قدم اس کی پرکھ کرنا ہے جیسا کہ اخلاق کے موضوع پر معاملات و نتائج اخذ کیے گئے اور یہ کہ عمدہ اخلاق کون سے ہیں جنھیں عملی زندگی میں برتنا چاہیے۔ اس کے بارے میں کئی گنوائے جائیں تو زیادہ اتفاق جس پر آئے اس پر کوئی عملی تجربہ کیا جائے۔

مسئلی طریقے کی خوبیاں

1- یہ طریقہ بآسانی کتاب (درسی) سے لیے گئے کسی مسئلے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں استاد مناسب رہنمائی کر کے طلبہ کو غور و فکر کے راستے پر ڈالتا ہے اور طلبہ تعلیمی مسائل کو اپنے طور پر اپنی سعی سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

2- یہ طریقہ سبق میں دلچسپی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ انسان مشکلات سے دو چار ہوتا ہے اور سینہ تان کر مقابلہ کرنے کی فطرت رکھتا ہے چنانچہ طلبہ کے سامنے مسائل پیش کر کے تعلیمی دلچسپی پیدا کی جا سکتی ہے۔

3- اس طریقہ میں چونکہ غور و فکر اور قوت استدلال کی نشوونما ہوتی ہے اس طرح بچے عملی طور پر درست اور تعمیری سوچ کی صلاحیت کی تربیت پاتے ہیں۔

4- چونکہ مسئلہ سے پہلے مقاصد واضح کر دیے جاتے ہیں اور مقاصد کے تعین سے طلبہ پوری طرح آمادہ ہو کر حقائق کی تلاش میں نکل آتے ہیں اور ہر طرح سے حل ڈھونڈنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس طرح حاصل کردہ علم مستحکم ہوتا ہے اور ساری عمر یاد رہتا ہے۔

5- اس طرح بچے خود علم حاصل کرتے ہیں جس سے ایک تو ان کی تحقیق اور جستجو کے ذوق کی نشوونما ہوتی ہے اور دوسرا جو علم حاصل کرتے ہیں اس پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے۔

6- بچے عملی طور پر خود سرگرمی سے کام لیتے ہیں اور اپنی کوشش میں کامیابی حاصل ہونے پر خوشی اور تسکین پاتے ہیں جو مزید تحقیق پر ابھارتی ہے۔

5.2- منصوبی طریقہ تدریس (Project Method)

کوئی کام کرنے کے لیے کسی واضح لائحہ عمل کے بعد خاکہ یا اسکیم تیار کرنا اس کو مزید کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ مختلف ماہرین نے اس کی تعریف اپنے اپنے انداز میں کی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "منصوبہ کام کی ایسی اکائی ہے جس کی اہم ترین خصوصیت مثبت اور ٹھوس کامیابی ہے" ۔

منصوبہ دراصل کسی حقیقی مسئلے کی پیداوار ہوتا ہے اور یہ ایک معنی خیز عملی سرگرمی کی وحدت کا نام ہے جو کسی مسئلے کی پیداوار ہو اور طلبہ کے ہاتھوں قدرتی ماحول میں سرانجام پائے' اس کی تکمیل کے لیے مادی سازوسامان کی ضرورت پیش آئے۔ اس کی مزید وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ منصوبہ دراصل ایسے حل طلب مسئلہ کا نام ہے جو عملی کام کا حامل ہو۔

تدریس اسلامیات سے ایسی تعلیم بے فائدہ ہے جو عملی افادیت اور روز مرہ زندگی سے مربوط نہ ہو اور اس کے لیے منصوبہ بندی نہ کی جائے۔ خشک اور بے عمل تعلیم کوئی فائدہ نہیں دیتی چنانچہ اسلامیات کی تدریس میں ایسی سرگرمیوں کو داخل کیاجائے تاکہ باقاعدہ منصوبے کے تحت طلبہ کسی بامقصد اور مفید آموزش کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ مثال کے طور پر تاریخ اسلام میں اس کا عملی نمونہ نبی کریمؐ نے کئی بار متعارف کیا جیسے جنگ خندق کے سلسلے میں کام کی تقسیم' وقت کی تقسیم اور دوسرے کام منصوبی طریقہ سے سرانجام پائے۔ اسی طرح اور کئی ایسے کام ہیں جو مسئلہ کے طور پر باقاعدہ منصوبہ کی شکل میں قابل عمل ہو سکتے ہیں۔

منصوبے کی اقسام

منصوبی طریقہ 20 ویں صدی میں شروع ہوا۔ اس وقت یہ صرف باغبانی اور زراعت میں استعمال ہوتا تھا' بعد میں سائنسی اور سماجی علوم کے لیے بھی مفید ثابت ہوا۔ منصوبہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ (1) انفرادی منصوبہ' (2) گروہی منصوبہ۔

انفرادی منصوبہ میں طالب علم اکیلا ایک عنوان پر کام کرتا ہے جبکہ گروہی میں کوئی عنوان لے کر کئی طلبہ مل کر کام کرتے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں بانٹ لیتے ہیں۔ تدریس اسلامیات میں دونوں اقسام استعمال کی جا سکتی ہیں۔

منصوبے کا طریق کار

کسی مسئلے کے عملی حل کے لیے منصوبی طریقہ چار مرحلوں میں طے ہوتا ہے۔

1- مقصد کی طرف رہنمائی/ طے کرنا

اس میں استاد بچوں کے سامنے مختلف منصوبے پیش کر کے ان پر بحث کی دعوت دیتا ہے اور بچوں کو اس میں شریک کر کے مقاصد کے تعین میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر تعطیلات کیسے گزاری جائیں اور مسجد میں نمازیوں کو کس طرح باقاعدہ نماز کے لیے آمادہ کیاجائے اس کے لیے پوری طرح رہنمائی دے کر بچوں کو کام سپرد کیاجائے۔

2- منصوبہ بندی/ خاکہ تیار کرنا

مقصد اور منصوبے کی نشان دہی کے بعد اگلا قدم اس کے لیے طریقہ کار کے خاکہ کی تیاری ہے۔ اس سلسلے میں تمام ضروری تفصیلات کو احتیاط سے طے کر کے اس پر عمل درآمد کی راہ ہموار کی جائے۔

3- منصوبہ کی تکمیل/ عملی شکل

منصوبہ بندی کرنے کے بعد اس پر عمل درآمد کے لیے طلبہ کے فرائض متعین کر کے اسے سرانجام دینے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ مرحلہ بچوں کے لیے بہت ہی دلچسپ ہوتا ہے ان کو خود کام کرنے کا بہت اشتیاق ہوتا ہے۔ استاد اس سلسلے میں ان کی سرگرمیوں کو منصوبے کی تکمیل پر مرکوز کر دے اور طلبہ مل کر مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مل جل کر سرگرمی سے کام کریں۔

4- منصوبہ یا نتائج کا جائزہ

منصوبے کی تکمیل کرنے کے بعد آخری مرحلہ اس پر بحث کر کے جائزہ لینا ہے کہ کہاں کہاں غلطی ہوئی اور اس میں کہاں کہاں ترمیم و اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس طرح طلبہ اور استاد کو پتا چل جانے سے ان میں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کا احساس پیدا ہو گا۔ اس کے لیے طلبہ کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا موقع بھی دیا جائے اور جو موزوں اور کارآمد رائے حاصل ہو اس کو مثبت انداز میں قبول کیا

جائے اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اسلامیات کے منصوبے کی خصوصیات

1- منصوبہ جماعت کے معیار کے مطابق ہو ایسا نہ ہو کہ مجرد خیالات طلبہ کی سطح سے بڑھا کر دیے جائیں۔
2- طلبہ کو منصوبے کی تفصیلات کا پورا علم دیا جائے اور ان کی قدم قدم پر رہنمائی کی جائے۔
3- منصوبے کی اشیا آسانی سے حاصل کی جا سکیں۔
4- تمام بچے منصوبے میں برابر شریک ہو سکیں۔
5- منصوبہ تعلیمی اہمیت رکھتا ہو اور نصاب سے متعلق اور مربوط ہو۔
6- فرقہ ورانہ اور متنازع موضوعات سے گریز کیا جائے۔
7- منصوبے کے لیے وقت کا تعین کیا جائے۔

منصوبے کی خوبیاں

1- طلبہ چونکہ تمام مراحل خود طے کرتے ہیں اور ان کی فطری خواہش بھی یہی ہے اس طرح یہ طریقہ بچوں کی نفسیات کے عین مطابق ہوتا ہے اور وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ سیکھنے کا شوق و جذبہ پاتے ہیں۔
2- بچے میں علم کو عمل سے مربوط کرنے کا شعور پیدا ہوتا ہے اور ذاتی طور پر مسائل کا حل تلاش کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور عملی زندگی میں مسائل کے حل کی تربیت ہوتی ہے۔
3- طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کا خود اندازہ ہوتا ہے اور استاد بھی باخبر ہو جاتا ہے اور یوں ان کو تخلیقی کام کرنے کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔
4- ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کرنے سے آپس میں تعاون، فراخ دلی اور تحمل کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔ یوں ان کی اچھی عادات کی نشوونما اور پختگی ہوتی ہے۔

5- ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے اور خود کام کر کے مکمل کرنے سے محنت کا شوق ابھرتا اور عادت پڑتی ہے۔ اکثر اوقات طلبہ کو مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن استاد رہنمائی کر کے اسے منصوبہ کی تکمیل میں مدد دیتا ہے اس سے طلبہ میں مستقل مزاجی بھی پیدا ہوتی ہے اور خود اعتمادی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔
6- طلبہ چونکہ خاص موضوع پر منصوبہ بندی کے ذریعے عمل کرتے ہیں اور اس کے طریقہ کار اور وقت کی پابندی کرتے ہیں اس طرح ان میں وقت پر کام کرنے کی عادت اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
7- اس طریقہ میں طلبہ مل کر مسائل کو حل کرتے ہیں۔ اس سے ان کی ذہنی قوتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ مزید مطالعہ کرنے اور مسائل خود طے کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔
8- طلبہ بہتر طریقہ سے کام مکمل کرتے ہیں کیونکہ یہ بذات خود تخلیقی سرگرمی ہے، طالب علم اس کو سوچتا، بناتا اور عمل کرتا ہے۔ تمام کام تخلیقی نوعیت کا ہوتا ہے، اس طرح ان کی تخلیقی قوتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ وہ آزادانہ ماحول میں کام کر کے اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لا سکتے ہیں۔

منصوبے کی خامیاں

منصوبی طریقے میں متعدد خوبیوں کے ساتھ ساتھ چند خامیاں بھی پائی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- منصوبی طریقہ میں دستی کام پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس طرح علمی کام بہت کم ہونے سے طلبہ کی صلاحیتوں کو موقع نہیں ملتا۔
2- دستی کام ہونے سے طلبہ کی ذہنی قوتیں فروغ نہیں پاتیں۔
3- بچوں کو زیادہ وقت اس پر صرف کرنے سے سیکھے گئے کام کا اعادہ کرنے کا موقع نہیں ملتا اور امتحانات کی تیاری نہیں کر سکتے۔
4- منصوبی طریقہ کے لیے اچھے اساتذہ کے ملنے میں دشواری ہوتی ہے اس طرح وقت زیادہ تر ضائع ہوتا ہے اور نصاب کا احاطہ بالکل نہیں ہو سکتا ہے۔
5- طلبہ نظری علم کو رد کرتے ہیں اور صرف تجربی علم پر انحصار کرتے ہیں۔

5.3- انکشافی طریقہ (Huristic Method)

ہر انسان میں عموماً" اور بچوں میں خصوصاً" کسی چیز کے بارے میں جاننے کا جذبہ تجسس بہت حد تک پایا جاتا ہے اور وہ دوسروں کے مقابلے میں خود تجربے اور مشاہدے کی مدد سے کسی نتیجہ پر یقین رکھتے ہیں۔ اس طرح ان کا یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ اسی جذبہ کی بدولت انکشافی طریقہ میں بچوں کو سب کچھ خود بتلانے کی بجائے انھیں کر کے سیکھنے اور اپنی کوشش سے حقائق تک پہنچنے کے زیادہ مواقع دیے جاتے ہیں، جس سے طلبہ میں تحقیق کا ذوق بڑھتا ہے اور حاصل کردہ علم بہت پختہ ہوتا ہے۔ اس طریقے کو انیسویں صدی کے آخر میں پروفیسر آرم سٹرانگ نے کیمیا کی تدریس کے لیے شروع کیا۔ اس طریقے میں یہ اصول استعمال کیا جاتا ہے کہ استاد طلبہ کو صرف معلومات ہی مہیا نہ کرے بلکہ ایسا ماحول پیدا کرے کہ طلبہ قدرت کی تخلیق کا خود مشاہدہ کریں، تجزیہ کریں کھوج لگائیں اور مسائل کا حل خود تلاش کریں۔ اس طریقہ کا مقصد بچوں میں تنقیدی اور سائنسی زاویہ نگاہ پیدا کرنا ہے تاکہ وہ بعد میں نئی نئی دریافتیں کر سکیں۔ اس طریقہ کو اسی وجہ سے دریافتی طریقہ بھی کہتے ہیں۔

طریق کار

انکشافی طریقہ کو دوسرے مضامین کی طرح اسلامیات میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تصورات اگر طلبہ کے براہ راست تجربات سے وابستہ کر دیے جائیں تو ان کا تعلم دیرپا اور پختہ ہو گا۔ جب اسلامیات میں یہ بتایا جاتا ہے کہ آسمانوں، زمینوں اور کائنات کی پیدائش میں ہر جگہ وحدت نظر آتی ہے تو طلبہ کے سامنے یہ مسئلہ سوالات کی صورت میں رکھا جاتا ہے اور تحقیق کے بعد طلبہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کائنات میں ہر طرف وحدت ہے اس کا زیادہ استعمال تصوف میں ہوتا ہے۔ استاد (مرشد) اپنے شاگرد (مرید) کو ایک خاص طریقے پر عمل کر کے عملی دریافتوں کے لیے کہتا ہے۔

1- سبق کو ایک مسئلے کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ طلبہ خود بھی یہ محسوس کرتے

ہیں کہ واقعی یہ اہم مسئلہ ہے جس کا حل دریافت کرنا ہے۔

2- اس طریقہ میں دراصل مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے کی تربیت دی جاتی ہے اور وہ خود عملی طور پر تجربات و مشاہدات کی روشنی میں حل یا دریافت ڈھونڈتے ہیں۔

3- طلبہ قدم بہ قدم آگے بڑھتے ہیں اور وہ معلومات حاصل کرنے میں اپنی شمولیت محسوس کرتے ہیں اور یوں براہ راست کتاب اور استاد کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

4- استاد اپنے مضمون اور طریقہ پر عبور رکھتا ہے اور وہ اس طریق سے طلبہ کی رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ خود تجزیہ کر کے آگے بڑھنے میں معاون ثابت ہو۔

5- تدریس اس طرح کی جاتی ہے کہ طالب علم ہر روز چھوٹی چھوٹی دریافتیں کرتا ہے اور درجہ بدرجہ بڑی دریافتوں کی طرف جاتا ہے۔

6- بچوں میں چونکہ تحقیق اور جستجو کا ذوق پیدا کرنا اصل مقصد ہے اس لیے استاد بچوں سے سوالات کر کے یہ جذبہ پیدا کرتا ہے۔

سوالات کی نوعیت

اس طریقہ میں سارا دارومدار بچوں کی خود ذہنی مشق اور دریافت پر ہوتا ہے۔ چنانچہ سوالات ان خصوصیات کے حامل ہوں۔

1- سوالات بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق ہوں نہ زیادہ آسان کہ بچے محنت ہی نہ کریں اور نہ زیادہ مشکل کہ بچے اکتاہٹ محسوس کریں۔

2- سوالات کے جواب ہاں یا نہ میں نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ تک بندی سے بعض دفعہ جواب درست ہو جاتا ہے۔

3- سوالات ساری کلاس سے کیے جائیں تاکہ پوری کلاس تحقیق کرے۔ کسی ایک طالب علم کے سوال کرنے سے بہتر مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔

4- درست جواب دینے والوں کی حوصلہ افزائی (شاباش کر کے) کی جائے اور جواب نہ دینے والوں پر تنقید نہ کی جائے۔

5- سوالات با مقصد اور عمی نوعیت کے ہوں۔

6- سوالات کرنے کا انداز اور سوالات کی عبارت مناسب ہو تاکہ طلبہ پر انداز یا

مشکل عبارت کا بوجھ نہ پڑے۔

7- استاد سوالات کی تیاری گھر سے کر کے آئے' کلاس میں تیار کرے گا تو سوالات سطحی اور نا مکمل ہوں گے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

8- سوالات تعلیمی اہمیت کے ساتھ ساتھ دلچسپی کے حامل بھی ہوں۔

انکشافی طریقے کی خوبیاں

1- جذبہ تحقیق

اس طریقہ سے بچوں کے اندر جذبہ تحقیق اور جستجو پیدا ہوتا ہے۔ ابتدائی کلاسوں میں اگر تحقیق کی عادت ڈالی جائے تو وہ اعلیٰ کلاسوں میں علمی و عملی لحاظ سے اعلیٰ مقام پیدا کرتے ہیں۔

2- پختہ علم

تحقیق اور اپنے تجربہ سے جو علم حاصل ہو گا وہ پختہ ہو گا اور بچوں کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

3- محنت کی عادت

اس طریقہ سے بچوں کو شرکت کا موقع ملتا ہے اور ان میں محنت کی عادت پڑتی ہے اور وہ تمام کام انتہائی لگن اور شوق سے کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

4- مزید تحقیق و محنت کی ترغیب

اس طریقہ میں جب بچہ ایک دفعہ اپنی کوشش میں کامیابی حاصل کرتا ہے تو اس کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ حوصلہ افزائی ہونے پر وہ کامیابی آئندہ تحقیق و محنت کے لیے تازیانہ ہوتی ہے۔ یوں بچہ آگے ہی آگے ترقی کرتا ہے۔

5- خود اعتمادی

طالب علم اپنی کوشش اور محنت سے کسی نتیجہ پر پہنچنے کے بعد خود اعتمادی حاصل کرتا ہے اور یوں سمجھ لیتا ہے کہ کوشش سے مشکل ترین کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔

6- مطالعہ کی عادت

جستجو اور تحقیق کی وجہ سے بچوں میں مطالعہ کی عادت پیدا ہوتی ہے اور وہ دوسری کتابوں اور حوالہ جات سے مدد حاصل کرنے کا فن سیکھتا ہے۔

7- مشاہدے اور معلومات میں اضافہ

اس طریقہ سے مشاہدہ اور ذاتی معلومات میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور ان کی بدولت ہی علم و شعور میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

8- عملی تجربہ

کوشش اور جدوجہد در اصل کسی شے کے حصول کا عملی تجربہ ہوتے ہیں اور بچے اسی احساس کو پاتے ہیں کہ کسی شے کے حصول میں کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

9- فکر و تدبر

طلبہ میں قوت فکر و تدبر کی عادت پڑتی ہے اور وہ قرآن حکیم کے احکام اور مدبروں کے مطابق غور و فکر کرنے لگتے ہیں۔

10- قوت فیصلہ کی تربیت

عملی زندگی میں قوت فیصلہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس طریقہ سے بچے خود تحقیق و تجزیہ کرنے سے قوت فیصلہ کی تربیت پاتے ہیں۔

11- طلبہ دین اسلام کو سائنٹیفک، متحرک، فعال اور مثبت دین کی حیثیت سے سمجھنے لگتے ہیں۔

انکشافی طریقے کی خامیاں

1- اس میں طالب علم کی ترقی کی رفتار ست ہو جاتی ہے اکثر بچے وقت کی کمی کا شکوہ کرتے ہیں۔

2- اس طریقہ میں وقت بہت زیادہ ضائع ہوتا ہے۔

3- طلبہ کی توجہ ایک مضمون کی طرف ہونے سے باقی مضامین کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

4- ضروری نہیں کہ سارے کام طلبہ خود کر کے سیکھ سکیں اور بعض دفعہ غلطیاں بہت دہراتے ہیں۔

5- اس طریقے پر مکمل بھروسہ یا انحصار سے طالب علم ماضی کے تجربات اور روایات سے محروم ہو جاتا ہے۔

5.4- وحدتی طریقہ (Unit Method)

زندگی کی وحدت کی طرح تدریسی وحدت کو بھی تدریس اسلامیات میں کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسلامیات میں دیگر کئی مضامین کے اجزا کا مجموعہ شامل ہوتا ہے مثلاً عربی، اردو، مطالعہ قرآن وحدیث، قانون، سیاسیات، معاشیات، تاریخ، فلسفہ اور اخلاقیات وغیرہ۔ چنانچہ ان کے لیے ایسی تدریسی وحدت بنا سکتے ہیں جو ایک ہی وقت میں ان مضامین کے اسلامیات سے مشترک عنوانات پر تدریس کا کام سر انجام دے سکیں۔ تدریسی وحدت کی تعریف اس طرح کر سکتے ہیں:

"تدریسی وحدت سے مراد ایک مربوط سرگرمی ہے۔ یہ با معنی اور مربوط

سرگرمیوں کا ایک جامع سلسلہ ہے جس کو اس طرح تشکیل دی گئی ہو کہ زندگی کے کسی اہم پہلو کا پہلے سے زیادہ فہم اور اس پر پہلے سے زیادہ قابو حاصل ہو جائے"۔

اہمیت

تدریسی وحدت کی بدولت تعلیمی سرگرمیوں کو مربوط کر کے تعلیم کے مقاصد کو سامنے رکھ کر پہلے سے زیادہ فہم اور معلومات کے لیے کوشش ہوتی ہے اور ان سرگرمیوں کی زیادہ توجہ تعلیمی اہمیت کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے نقطہ نگاہ پر بھی مرکوز ہوتی ہے۔ اسلامیات میں اس کی بدولت اس امر کو متقبل بنانے میں مدد ملتی ہے کہ اسلامیات کوئی الگ تھلگ مضمون نہیں ہے اور یہ اسلام ہی کی طرح زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ مضامین کی اس وحدت کے ساتھ ساتھ خود اسلامیات کے اندر سرگرمیوں میں بھی وحدت پیدا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً" قرآن و حدیث اور ان کے تراجم کا تعلق عبادات اور معاملات کے ساتھ جوڑ کر ایسی تدریسی وحدت تیار ہو سکتی ہے جن کی تدریس سے ان تمام موضوعات کو ایک دوسرے سے مربوط کر کے طلبہ کے ذہنوں میں ان کی واحد تاثراتی حیثیت کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

اسلامیات کی تدریسی وحدت کے بنیادی امور

اسلامیات کی تدریسی وحدت تیار کرتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

(1) تدریسی وحدت کے تمام موضوعات کے درمیان منطقی ربط موجود ہو مثلاً" امام کی خصوصیات پر قرآن کی آیات، احادیث اور سبقی موضوعات منسلک ہوں۔

(2) تدریسی وحدت میں مجوزہ سرگرمیوں کے نقطہ آغاز اور انجام کی نشان دہی کرائی جائے اور مناسب لمبائی کا مطالعہ چنا جائے، مثلاً" اسلامی ریاست کے قیام کا ذکر ہو تو واقعہ ہجرت کو نقطہ آغاز اور قیام پاکستان کو نقطہ انجام قرار دیا جا سکتا ہے۔

(3) وحدت کو با معنی بنانے کے لیے مقاصد کی وضاحت بہت ضروری ہے اور تعلم

بامقصد سرگرمیوں کا نتیجہ ہونا چاہیے تاکہ اگر یہ مقاصد طلبہ کو معلوم ہوں تو وہ بہتر اور خوب اچھی طرح اپنا کام بخوبی سرانجام دے سکیں۔

(4) تدریسی وحدت پہلے سے زیادہ فہم اور پہلے سے زیادہ قدرت عطا کرے [illegible] کوئی نیا فہم یا کوئی نئی مہارت حاصل کرسکیں۔

(5) تدریسی وحدت اپنے اندر جامعیت رکھتی ہے اور اسلامیات میں بھی ہر قسم کے موضوعات شامل ہوتے ہیں چنانچہ اسلامیات میں مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی پہلے سے فہرست بنا لی جائے اور طلبہ کو پہلے ان کے معنی بتا دیے جائیں۔ کوشش یہ کی جائے کہ وہ آسان ماخذوں تک رسائی حاصل کرسکیں۔

(6) تدریسی وحدت کی سرگرمیاں عملی زندگی کے نقطہ نگاہ سے اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے اسلامیات کا تعلق روز مرہ زندگی سے مربوط کیا جائے اور ایسے عنوان چنے جائیں جو روز مرہ زندگی کے امور پر روشنی ڈالیں۔

(7) تدریسی وحدت کی تیاری کرتے وقت مناسب وقت اور اکائی (وحدت کی) کو مدنظر رکھا جائے۔

(8) تدریسی وحدت کے اقدامات اور معیاری نشان دہی کردی جائے تاکہ طلبہ ان پر عملی طور پر کام کرسکیں اور اس کے لیے تمام امور کی فہرست یا خاکہ تیار کر لیا جائے۔

وحدتی طریقے کے اقدامات

تدریسی وحدت کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بچوں یا نوجوانوں کی ایک مخصوص جماعت کے لیے تیار کی گئی ہوتی ہے۔ اس کا محور اس جماعت کی مخصوص ضرورتیں اور دلچسپیاں ہوتی ہیں اور استاد اس کو ایک مربوط اور ارتقا پذیر تدریسی عمل کی شکل دیتا ہے تاکہ مجوزہ سرگرمیوں کا سارا سلسلہ ایک قدرتی وحدت کی صورت اختیار کر جائے۔

1- وحدت کی تیاری

اس کے لیے ان اجزا کی ضرورت ہے:

الف: طلبہ کو عنوان یا زیر بحث مسئلہ سے متعارف کرایا جائے اور وضاحت کی جائے۔

ب: مقاصد کا تعین کیا جائے اور متوقع نتائج بیان کیے جائیں۔

ج: ضروری مواد، موضوع کی جزئیات، مسائل، سوالات اور طریق کا خاکہ بنا لیا جائے۔

د: طریق کار کا خاکہ اور کمیٹیوں کی تشکیل کی جائے۔

2- وحدت کی ترقی

اس میں ان امور کا خیال رکھنا ہو گا:

الف: عملی سرگرمیوں یعنی کتب و رسائل کا مطالعہ، مشاہدوں، تحقیقات، منصوبوں کی تکمیل، انفرادی اور گروہی کام وغیرہ کی منصوبہ بندی کرنا۔

ب: ان مجوزہ سرگرمیوں کو عملی شکل دینا، معلومات کو فراہم کرنا اور منظم کرنا، جمع شدہ مواد کو موزوں ترتیب میں پیش کرنا، نقشہ، چارٹ، گراف یا سیاحتوں کا اہتمام کرنا۔

3- تکمیل وحدت

(I) نتائج اور حاصل کردہ حقائق کو پیش کرنا اور عملی خدمت لینا، مباحث و مذاکرات، انفرادی اور اجتماعی سرگرمیاں وغیرہ۔

(ii) جائزہ ...... آزمائشیں اور انفرادی و گروہی جائزہ لینا۔

(iii) اطلاق ...... براہ راست تدریس اور مشق کرنا۔

5.5- مظاہراتی طریقہ (Demonstartion Method)

یہ طریقہ ابھی تک محض سائنس کی تدریس میں موزوں سمجھا جاتا تھا، جس میں استاد کسی تجربے یا عمل کا جماعت کے سامنے مظاہرہ کرتا ہے اور اس عمل کی جزئیات طلبہ کو سمجھاتا ہے۔ جدید ماہرین کے خیال میں اس سے اسلامیات کی تدریس میں بھی مدد لے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر طلبہ کو نماز کا طریقہ، وضو کا طریقہ یا مناسک حج اس عمل کے ذریعے پڑھا سکتے ہیں یا فلم دکھا سکتے ہیں۔ اس طریقہ سے مراد "یہ کسی شے کے عمل، حقائق اور خیالات کو سیکھنے کے لیے ایک بصری کوشش ہے" - یہ طریقہ ظاہری نمائش اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

چونکہ اس طریقے میں استاد خود عمل کر کے دکھاتا ہے، اس لیے طلبہ اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ استاد کے عملی تجربے کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جو کچھ پڑھا یا سنا ہوتا ہے طلبہ عملی طور پر اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔ اس طرح تعلم زیادہ مؤثر اور دیرپا ہوتا ہے۔ یہ طریقہ عربی زبان سکھانے، قرآن مجید کی تلاوت (علم تجوید و قرات) اور عبادات سکھانے میں زیادہ ممدومعاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اخلاقیات کے سلسلے میں استاد خود اس اخلاقی طریقے پر عمل کر کے طلبہ کے لیے اچھے مظاہرے کر سکتا ہے۔ ویسے بھی استاد کو طلبہ کے لیے عمدہ اخلاق کا نمونہ ہونا چاہیے اور وہی نمونہ یا مثال مظاہرے کے طور پر پیش کی جائے جو عمدہ اور طلبہ کے لیے قابل تقلید ہو۔

مظاہراتی طریقے کے اقدامات

چونکہ یہ طریقہ سبق کی معنوی باریکی کی وضاحت کرتا ہے اور طلبہ اپنی سمعی و بصری صلاحیتوں کو کام میں لا کر شے کی حقیقت و نوعیت کو سمجھ جاتے ہیں۔ چونکہ یہ طریقہ تدریس و تعلم کو دلچسپ، مؤثر، بامعنی بناتا ہے۔ اس لیے اس سلسلے میں استاد کو ہر قدم پر غور و فکر کے ساتھ آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ اسلامیات میں مظاہراتی طریقہ کے استعمال کے لیے تین اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔

1- منصوبہ بندی

مظاہرے کی منصوبہ بندی پہلے سے کر لینی چاہیے۔ اس سلسلے میں تمام بنیادی نقائص، مسائل اور مشکلات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً" اگر کوئی ماڈل دکھانا ہے جیسے خانہ کعبہ کا ماڈل تو اس کو پہلے خود دیکھ لے کہ اس میں تمام اہم مقامات موجود ہیں۔ ماڈل کی قیمت مناسب ہے یا وہ بآسانی دستیاب ہے۔ نیز جس چیز پر ماڈل رکھا جائے گا وہ کمرے میں بآسانی رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ نیز تمام طلبہ اس کے گرد کھڑے ہو کر آسانی سے دیکھ سکتے ہیں یا نہیں۔

2- پیش کش

معلم طلبہ کے سامنے مظاہرہ پیش کرنے سے قبل اس کا مقصد واضح کرے گا۔ تمام عملی اقدامات خود کرے گا اور ضروری نکات تختہ سیاہ پر نوٹ کرتا جائے گا اور ساتھ ساتھ ان کی تشریح و توضیح کرے گا۔ مظاہرہ نہایت جامع اور مسلسل انداز سے مہارت و عمدگی کے ساتھ کیا جائے تاکہ کسی قسم کی غلطی یا الجھن کا باعث نہ ہو۔

3- جائزہ

بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ معلم مظاہرہ جس مقصد کے لیے کر رہا ہے تو اختتام پر اس امر کا جائزہ لے کہ اس سے طلبہ کس حد تک استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ کہاں تک مفید اور کارآمد ہوا ہے۔ اس کے لیے طلبہ سے متعدد سوالات کر سکتا ہے۔ ان سے اس کا خلاصہ لکھوا سکتا ہے اور کسی بات کی مزید وضاحت بھی تختہ سیاہ پر کر سکتا ہے نیز طلبہ کو مظاہراتی سامان کا دوبارہ مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

مظاہراتی طریقے کے اصول

اس کے درج ذیل اصول ہیں جن کو اسلامیات کی تدریس میں معاون سمجھا جاتا ہے۔

1- مظاہراتی عمل جماعت میں پیش کرنے سے قبل ایک بار خود کر کے دیکھ لینا چاہیے۔

اور آزمائش کر لینی چاہیے۔ اس طرح معلم کو اعتماد ہو جاتا ہے اور وہ دشواریوں سے باخبر ہو کر مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرتا ہے، جس سے مظاہرہ بغیر کسی رکاوٹ اور منظم انداز سے جاری رکھ سکتا ہے۔

2- مظاہرے کی تفصیلات پہلے سے لکھ لے یعنی خاکہ تیار کرے اور اس میں تمام ضروری متعلقہ چیزوں کو جمع کیا جائے اور ان کے استعمال سے واقفیت حاصل کر لی جائے۔

3- مظاہرے سے مطلوبہ مقاصد اور نتائج طالب علم اور استاد دونوں پر واضح ہوں اور ان کی روشنی میں اقدامات کیے جائیں۔

4- غیر ضروری تشریحات اور طویل بیانات سے گریز کیا جائے اور ضروری اور اہم نکات بتانے کے ساتھ ساتھ تختہ سیاہ پر لکھتا جائے۔

5- مظاہراتی طریقہ اسی وقت کامیاب اور موثر ہو گا جب اس میں طلبہ بھی شریک ہو کر تعلم میں عملی طور پر شامل ہوں۔ اس لیے یہ استاد اور طلبہ دونوں کے سرگرم اشتراک عمل کا نتیجہ ہے اور انھیں عملی طور پر شرکت کا موقع دیا جائے۔

6- طلبہ کے ذہنی معیار اور رفتار تعلم کا خیال رکھا جائے اور بتدریج منظم انداز سے مسلسل مظاہرہ پیش کیا جائے۔

7- مظاہرے کے دوران استاد خوش گوار رویہ اپنائے۔ طلبہ سے شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔

8- مظاہرہ سادہ، آسان فہم اور دور رس نتائج کا حامل ہو اور اس کے لیے تمام ضروری سامان و مواد بآسانی دستیاب ہو سکتا ہو۔

9- مظاہرے میں موزوں تدریسی معاونات کو بھی ساتھ ساتھ بر محل استعمال کیا جائے۔

مظاہراتی طریقے کی خوبیاں

یہ طریقہ درج ذیل خوبیاں رکھتا ہے۔

1- یہ طریقہ سبق کے باریک پہلوؤں کی وضاحت کرنے میں مفید سمجھا جاتا ہے۔ معلم مشکل باتوں اور باریک پہلوؤں کی تفہیم دیتا ہے اور سبق کو موثر اور دلچسپ بناتا ہے اور اسلامیات کو دلچسپ انداز دیتا ہے۔

2- اس طریقے سے وقت اور سرمائے کی بچت ہوتی ہے اور کم وقت میں بآسانی قرات، ترجمہ، عبادات و مناسک کی تفہیم دلچسپ انداز میں ہو سکتی ہے۔

4- عربی زبان اور قرآنی آیات کے سکھانے میں یہ بہت مفید ہے خصوصاً تلفظ درست کرنے اور پختہ کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

مظاہراتی طریقے کی خامیاں

1- یہ طریقہ ہر مضمون، ہر عنوان اور ہر موقع کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔

2- اس میں بار بار مظاہرے کی ضرورت ہوتی ہے اور بہتر اور مہارت سے پیش نہ کیا جائے تو بے مقصد ہو جاتا ہے۔

3- اس میں طلبہ کو عملی اظہار کا موقع نہیں ملتا اور وہ خود تجربہ کر کے تعلم پانے کی بجائے استاد کو دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔

4- استاد مظاہرے میں پوری طرح مگن اور کھو جاتا ہے اور وہ اپنے سبق کی طرف پوری توجہ نہیں دے پاتا اور کلاس میں نظم و ضبط برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

5- یہ طریقہ نسبتاً مہنگا اور مشکل ہے۔